Open Access

Al-Irfan(*Research Journal of Islamic Studies*)

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 08, Issue 16, July-December2023,

Email: alirfan@mul.edu.pk

العرفان

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ اوران کے تلامذہ کی دینی ودعوتی خدمات کا اجمالی جائزہ

An overview of the religious and da'wah services of Hazrat Shah Ghulam Ali Dehlvi and his disciples

Dr. Nadia Alam
Independent Researcher, Kasur
nadia.alam50@yahoo.com

Dr. Ali Akbar Alazhari
Associate Professor, Lahore Garrison University, Lahore

ABSTRACT

Hazrat Shah Ghulam Ali Dehlvi is one of the very famous religious and scholarly personalities of the sub-continent. His efforts are known for the revival of the Mujadadiyya Naqshbandiyya lineage in the twelfth century AD. By the grace of Allah Almighty, his personality, and his struggles, his influence reached beyond India to Arabia, Rome, Syria, and Kurdistan. His successors and disciples, Shah Rauf Ahmad Mujjadidi, Shah Abu Saeed, Shah Ahmad Saeed, Hazrat Khwaja Ghulam Mohiuddin Kasuri in India and Maulana Zia ud din Khalid Kurdi in Rome and Turkey addressed various political, social, and intellectual problems that arose during this critical period where many Muslims were being led astray. They publicized the original teachings of Islam, promoted the chain of Naqshbandiyya, and served the religion in different ways. In this regard, the services of Khwaja Ghulam Mohiuddin Kasuri and his disciple and caliph Hazrat Shah Ghulam Dastgir Hashmi are considered very important in Pakistan, especially in the region of Punjab. Allah Almighty has honored our Mashaikh so much that they have been the focus of various writers and researchers throughout history and still much research is being conducted on their works. In this article, the services of Hazrat Shah Ghulam Ali Dehlvi and his students in relevance to the promotion of religion have been reviewed.

Keywords:

Islam, Subcontinent, Mujadadiyya, Naqshbandiyya, Hazrat Shah Ghulam Ali Dehlvi.

https://doi.org/10.58932/MULB0018

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ برصغیر پاک وہند کی بے حد معروف روحانی و علمی شخصیت ہیں۔ پابندئ شرح اور اعلیٰ روحانی مرتبہ پر فائز شاہ صاحبؒ نے بارہویں صدی عیسوی میں مجددیہ نقشبندیہ سلسلے کو از سر نو جِلا بخشی۔ حتیٰ کہ آپؒ کی خدمات وفیوضات کے نتیجے میں آپؒ کو تیرہویں صدی ہجری کا مجدد کہا گیا۔ آپؒ کی کوشش، مزاج اور خصوصاً عنایت ایزدی سے آپؒ کا فیضان ہندوستان بھر اور اس کے باہر عرب، روم، شام اور کردستان تک پہنچ گیا۔ آپؒ کے بعد آپؒ کے خلفاء اور فاضل تلامذہ نے اس پر فتن و شوریدہ دور میں مختلف نو پیدا شدہ سیاسی، ملی اور فکری مسائل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور حقیقی اسلامی تعلیمات کو عام کیا، سلسلے کو پھیلایا اور دین متین کی ہر نہج سے خدمت کی۔ ان میں ہندوستان کے شاہ رؤف احمد مجددیؒ، شاہ ابو سعید مجددیؒ، شاہ احمد سعید مجددیؒ، خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ اور بلاد روم میں مولانا ضیاء الدین خالد کردیؒ نے اس بارے میں بہت اہم خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلے میں موجودہ پاکستان خصوصاً پنجاب میں خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ اور ان کے شاگرد اور خلیفہ حضرت شاہ غلام دستگیر ہاشمی کی خدمات بہت وقیع اور اہم ہیں۔ جنہوں نے اس دور کی پیدا شدہ بداعتقادیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ ہمارے ان مشائخ کرام پر کئی مستقل تصانیف لکھی جا چکی ہیں۔ ان کے بے مثال کردار، تعلیمات اور ان کے اثرات پر مزید کتب بھی لکھی جا سکتی ہیں۔ اس مختصر مقالے میں ان محترم و مکرم حضرات کی دینی، دعوتی اور علمی خدمات کا مختصر و اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔

1 - حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

مغلیہ عہد کے دور زوال میں شاہ عبداللہ غلام علی دہلوی (۱۱۵۸ھ۔ ۱۲۴۰ھ) کا نام نامی بہت مشہور ہے۔ آپؒ میرزا مظہر جان جاناںؒ کے سب سے نامور مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے زمانے میں آپؒ کا اتنا شہرہ تھا کہ مجددی حضرات آپؒ کو تیرھویں صدی ہجری کا مجدد مانتے ہیں۔ آپؒ کو ''خاتم الاولیا'' بھی کہا گیا۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے سن پیدائش میں اختلاف ہے۔ ۱۱۵۶ھ اور ۱۱۵۸ھ دونوں کہی گئی ہیں۔ آپؒ مشرقی پنجاب میں امرتسر کے قریبی شہر بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ سادات علوی سے تھے۔ آپ کے والد ماجد شاہ عبداللطیف بہت عابد اور زہد و تقویٰ کے حامل شخص تھے۔ والد گرامی نے خواب میں حضرت علیؓ کے فرمان پر آپؒ کا نام علی رکھا۔ مگر جب آپؒ سن تمیز کو پہنچے تو از رہِ ادب سے خود کو غلام علی کہا۔ جبکہ آپؒ کے چچا نے حضور اکرم ﷺ کی عطا کردہ بشارت پر آپؒ کا نام عبداللہ رکھا۔ آپؒ اپنی تالیفات میں اپنا نام ''فقیر عبداللہ عرف غلام علی'' لکھتے تھے۔ (1) لیکن عوام و خواص میں آپؒ کی شہرت شاہ غلام علی کے اسم گرامی سے

---

(1)۔ دہلوی، غلام علی (شاہ)، ایضاح الطریقہ، مطبع علوی، لکھنؤ، ۱۲۸۴ھ، ص ۲

ہے۔آپؒ نے اپنے ایک لقب ''عضد العرفاء''(یعنی عارفوں کے مددگار)کاذکر اپنے ایک مکتوب بنام خواجہ حسن مودودؒ میں فرمایاہے جو آپؒ کو مرشد گرامی حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ نے عطافرمایا تھا۔(1)

آپؒ نے تحفیظ قرآن مجید کی سعادت حاصل کی ،علم حدیث حاصل کیا۔جس کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور اپنے مرشد حضرت میرزا مظہر جان جاناں سے پائی۔۱۱۸۷ھ/۱۷۹۴ء کو ۲۲ سال کی عمر میں آپؒ میرزا مظہر جان جاناںؒ سے بیعت ہوئے اور سالوں شیخ کی خدمت میں بسر کیے۔ سرسید احمد خان اپنی تصنیف '' آثار الصنادید ''میں لکھتے ہیں کہ :-

'' آپؒ نے بیعت سلسلہ قادریہ میں کی تھی مگر ذکر واشغال کا طریق نقشبندیہ مجددیہ میں جاری کیااور ہر طریقہ کی اجازت حاصل کی''(2)

دن بہ دن عروج و کمال حاصل کیا، یہاں تک کہ وقت کے شیخ الشیوخ ہوگئے۔ ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء میں شیخؒ کی شہادت کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور مسند رشد وہدایت سنبھالی۔اس زمانے میں بعض بزرگان سرہند مثلاً شیخ عبدالاحد وحدتؒ جیسے علماء و صوفیہ نے دار الخلافہ دہلی کی علمی،ادبی اور روحانی زندگی کی رونق میں اضافہ کیا تھا۔ پھر میرزا مظہر جان جاناںؒ شہید جیسے بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شامل ہوئے۔لیکن شاہ غلام علی دہلویؒ کے وجود مسعود سے اس سلسلے کو ایک نئی زندگی اور شان سے حاصل ہوئی۔آپؒ کو پابندیٔ شرع کا بڑا خیال رہتا تھا۔مزاج نرم اور شیریں اس پر بلند روحانی مرتبہ جس نے سلسلے کی اشاعت و دعوت کو بے مثال عروج اور قبولیت بخشی۔ایک اور وجہ مؤرخ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں انگریزوں کا اقتدار بڑھ رہا تھا جو آپؒ کو ناپسند تھا۔ مگر اس غلبے سے ہندوستان میں سکھوں اور مرہٹوں کے پیدا کردہ مسلسل فسادات ختم ہوئے اور ملک میں امن و سکون ہو گیا تھا۔اس وجہ سے آمد و رفت میں آسانی ہوئی۔ مگر سب سے بڑھ کر عنائت ایزدی کی وجہ سے آپؒ کا فیضان ممالک عرب،روم، ترکی،شام اور کردستان تک پھیل گیا۔اس بارے میں سرسید احمد خان اپنی تصنیف '' آثار الصنادید''میں لکھتے ہیں کہ :-

''آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہاں میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں لوگوں نے آکر بیعت اختیار کی۔ میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم،شام،بغداد، مصر، چین اور حبش کے باشندوں کو دیکھا ہے کہ حاضر خدمت

(1)۔دہلوی،غلام علی(شاہ)،مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی،مکتبۃ الحقیقیۃ،استنبول،۱۴۱۲ھ،مکتوب ۷۴

(2)۔سید احمد خان،آثار الصنادید،باب چہارم،اردو اکادمی،دہلی،۲۰۰۰ء،ص ۴۶۴

ہو کر بیعت کی اور خدمات خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان، پنجاب اور افغانستان کا کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح امڈتے تھے۔" (1)

ہندوستان میں حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کا کام خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ آپؒ کی وجہ سے نقشبندیہ سلسلہ نے ایک نئی صورت اختیار کی۔ جس میں اصل کی ساری خوبیاں موجود ہونے کے ساتھ یہ بدلتے ہوئے حالات کے لیے بھی بہت موزوں و سازگار تھیں۔ ہندوستان میں آپؒ کو بڑا اثر و اقتدار حاصل تھا۔ دہلی میں آپؒ کی خانقاہ شاہ عبدالعزیزؒ کے مدرسے کا مد مقابل سمجھی جاتی تھی۔ آپؒ کے معتقدین کا حلقہ اتنا وسیع تھا کہ آپؒ کے وصال سے نو سال قبل (۱۲۳۱ھ) میں حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددیؒ (۱۲۰۱ھ-۱۲۴۹ھ/۱۷۸۶ء-۱۸۳۳ء) نے آپؒ کے ملفوظات جمع کیے تو اس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالمِ اسلام سے طالبانِ حق آپؒ کے حلقہ بگوش تھے۔ آپؒ کے خلفاء کے معتقدین بھی لا تعداد تھے۔ مثلاً آپؒ کے خلیفہ مولانا خالد کردی رومیؒ کے مریدین کی تعداد سنہ مذکور تک لاکھوں میں تھی۔ عالم اسلام کے جو متبحر علماء ان سے فیض یاب ہوئے ان کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ آپؒ کے اکابر خلفاء میں سے ایک حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ (۱۲۰۲ھ-۱۲۷۰ھ/۱۷۸۷ء-۱۸۵۴ء) آپؒ کے ملفوضات شریفہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن خود شاہ غلام علیؒ فرمانے لگے:

"ہمارا فیضان عام ہو گیا ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔۔۔ حضرت مکہ معظمہ، حضرت مدینہ منورہ، بغداد شریف، روم اور مغرب میں بھی ہمارا حلقہ جاری ہے۔ آپ نے از راہ مذاق فرمایا کہ بخارا تو ہمارا آبائی گھر ہے"(2)

ترکی سمیت کئی عرب ممالک میں مجددیہ سلسلے کی اشاعت و وسعت کا ذریعہ آپ کے مرید اور خلیفہ حضرت خالد کردیؒ (م ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء) بنے۔ جنھوں نے دہلی آکر آپ سے فیض حاصل کیا اور پھر نقشبندیہ مجددیہ طریقہ کو دولت عثمانیہ میں عام کیا۔ حضرت خالد کردیؒ کے ذریعے سے کئی بزرگ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے متعارف ہوئے اور حصول فیض کے لیے دہلی پہنچے مثلاً حضرت سید احمد کردی بغدادیؒ اور حضرت سید اسمٰعیل مدنیؒ مدینہ منورہ سے حضرت خالد کردیؒ سے نسبت حاصل کرنے کے بعد بہ غرض استفادہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے پاس دہلی آئے۔ اسی طرح آپؒ کے ایک خلیفہ شیخ الحرم مولانا محمد جانؒ (م ۱۲۶۶ھ) آپؒ کی اجازت و خلافت کے بعد عازمِ مکہ معظمہ ہوئے شروع میں کافی دشواریوں کے بعد ان کو بہت فروغ حاصل ہوا حتیٰ کہ والدہ سلطان بھی ان کے معتقدین میں شامل ہوئیں۔ مولانا محمد جانؒ (شیخ الحرم) کے خلفاً استنبول و دیگر اضلاع ترکی میں پھیلے ہوئے تھے۔ ۲۲ —صفر بروز ہفتہ ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء کو

(1)۔ سید، آثار الصنادید، ص ۴۶۵۔

(2)۔ قصوری، غلام محی الدین (جامع)، ملفوظات شریفہ (شاہ غلام علی دہلویؒ)، مترجم: اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۱۶۲۔

بعمر ۸۲ سال وصال فرمایا۔ شاہ ابو سعید (۱۱۹۶ھ-۱۲۴۹ھ/۱۷۸۲ء-۱۸۳۳ء) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دہلی میں اپنے شیخ حضرت مرزا مظہرؒ کے قریب مدفون ہیں۔(1)

تصانیف:

آپؒ کی معلوم تالیفات، رسائل، ملفوظات اور مکتوبات کے مجموعوں کی تعداد کل سترہ ہے:-

1. مقامات مظہری : اٹھارہ فصلوں پر مشتمل آپؒ کی یہ سب سے مشہور اور اہم تالیف ہے۔ جس میں آپؒ کے شیخ طریقت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے تمام حالات، ملفوظات، مکتوبات، معمولات اور خلفاء کے احوال شامل ہیں۔
2. ایضاح الطریقۃ: طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے ،اذکار اور اصطلاحات پر یہ بے حد مقبول رسالہ ۱۲۱۲ھ میں لکھا گیا۔
3. احوال بزرگان: اس رسالہ میں آپؒ نے حضور غوث الثقلینؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت نجم الدین کبریٰ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ قطب الدینؒ، شیخ فرید الدینؒ، حضرت نظام الدین اولیاء، مخدوم علاء الدین صابرؒ، حضرت شاہ نقشبندؒ، خواجہ عطارؒ، خواجہ پارساؒ، خواجہ احرارؒ، خواجہ باقی باللہؒ حضرت امام ربانیؒ اور ان کی اولاد کے نہایت مختصر حالات تحریر کیے ہیں۔ آخر میں حضرت خالد کردیؒ کے استفادہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔
4. رسالہ در ذکر مقامات و معارف و واردات حضرت مجدد الف ثانی
5. رسالہ طریق بیعت واذکار
6. رسالہ سطری چند از احوال شاہ نقشبند
7. رسالہ اذکار
8. رسالہ مراقبات: اس رسالہ میں طریقت کے مقامات بیان کیے ہیں۔ سن تالیف ۱۲۳۰ھ ہے۔
9. رسالہ در رد اعتراضات شیخ عبد الحق دہلویؒ بر حضرت مجددؒ: حضرت مجددؒ کے بعض مکاشفات پر حضرت عبد الحق محدث دہلویؒ کو اعتراضات تھے۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت مجددؒ کی وضاحت سے وہ اعتراضات دور ہو گئے تھے۔ بعد کے کئی معترضین نے حضرت محدث دہلویؒ کے رسالہ اعتراضات کو بطور آڑ استعمال کیا۔ جس

(1)۔ آپؒ کے حالات زندگی ملفوظات شریفہ مقدمہ از محمد اقبال مجددی سے ماخوذ ہیں۔ ایضاً، ص ۱۴-۱۹۔

پر کئی مجددی حضرات نے شیخ محدث کے اعتراضات کے جواب میں مستقل رسائل لکھے۔ان میں حضرت خواجہ معصومؒ کے پوتے شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید، مخدوم معین ٹھٹھویؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اور حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ شامل ہیں۔

10. رسالہ دیگر در رد مخالفین حضرت مجدد الف ثانیؒ: پانچ فصلوں پر مشتمل رسالہ اس موضوع پر دیگر رسائل میں مفصل ترین ہے۔

11. رسالہ مشغولیہ:اس رسالہ میں لطائف ،روح،مراقبہ اور وِرد وغیرہ کے بارے میں لکھا ہے۔

12. کمالات مظہری: یہ رسالہ آپؒ نے اپنی عمر مبارکہ کے آخر میں حدود ۱۲۳۷ھ /۱۸۲۱ء میں تالیف کیا تھا۔

13. سلوک راقیہ نقشبندیہ: کتابخانہ شیخ الاسلام عارف حکمت، مدینہ منورہ میں اس نام کا ایک رسالہ آپؒ سے منسوب ہے۔

14. درالمعارف: یہ مقبول و معروف مجموعہ آپؒ کے ملفوظات کا ہے جسے شاہ رؤف احمد رافتؒ نے شاہ ابو سعیدؒ کی فرمائش پر جمع کیا۔ ۱۲-ربیع الاول ۱۲۳۱ھ /۱۸۱۶ء تا عید الفطر ۱۲۳۱ھ تک کے مسلسل ملفوظ تاریخ وار تحریر ہیں۔

15. ملفوظات شریفہ: آپؒ کے اس مجموعہ ملفوظات کے جامع آپؒ کے خلیفہ خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ ہیں۔ یہ مجموعہ تقریباً ۱۲۳۳ھ میں مرتب ہوا۔اس میں مولانا قصوریؒ نے اپنے قیام دہلی کے دوران آپؒ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔

16. مکاتیب شریفہ: یہ آپؒ کے ایک سو پچیس (۱۲۵) مکاتیب کا مجموعہ ہے۔اسے بھی شاہ رؤف احمد رافتؒ مجددی نے جمع کیا۔

17. ۱۲۳۱ھ میں مرتب ہوا۔اس میں زیادہ تر مکاتیب خلفاء کے نام ہیں۔مکتوب الیہم تقریباً بتیس ہیں جن سے آپؒ حلقہ کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔(1)

2 - حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ

حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ بن صفی القدر (۱۱۹۶ھ-۱۲۴۹ھ /۱۷۸۲ء-۱۸۳۳ء) کا اسم گرامی ذکی القدر اور کنیت ابو سعید تھی اور اسی سے مشہور ہوئے۔آپؒ حضرت امام ربانیؒ کے پوتے حضرت سیف الدین کی اولاد سے تھے۔رام

(1)۔دہلوی، غلام علی شاہ، مقامات مظہری، تحقیق و ترجمہ: محمد اقبال مجددی، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۶۲-۱۷۰۔

پور میں پیدائش ہوئی۔ درسی کتب کچھ دوسرے اساتذہ کے علاوہ اپنے ماموں مولانا سراج احمد محدث رام پوریؒ اور مفتی شرف الدین (م ۱۲۶۸ھ) سے پڑھیں اور علم حدیث شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (۱۱۶۳ھ-۱۲۳۳ھ) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹ھ-۱۲۳۹ھ) اور شاہ غلام علی دہلوی (۱۱۵۶ھ-۱۲۴۰ھ) جیسے علما اور صوفیہ سے حاصل کیا۔ دس سال کی عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ پھر رام پور کے مشہور قاری شیخ نسیم رامپوریؒ سے علم تجوید حاصل کیا۔ اتنی خوبصورت قرآت کرتے تھے کہ اہل عرب بھی داد دینے پر مجبور ہو جاتے۔ جو بھی آپ کی تلاوت سنتا محو و بیخود ہو جاتا تھا۔(1)

تحصیل علم کے دوران ہی راہ حق کی تلاش دل میں پیدا ہو چکی تھی۔ اول اپنے والد گرامی شاہ صفی القدر (م ۱۲۳۶ھ) سے بیعت کی۔ آتش شوق خوب فرازاں تھی اس لیے والد کی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی نقشبندیؒ (۱۲۲۶ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ شاہ ابوسعیدؒ کے حال پر بہت عنایت فرماتے تھے۔ کچھ ہی روز میں اجازت و خلافت عطا فرمادی۔(2) آپؒ تقریباً بارہ سال ان کی خدمت میں حاضر رہے۔ حضرت شاہ درگاہیؒ نے آپؒ کو اپنا قائم مقام خلیفہ بنایا۔ آپؒ کی نظر میں اس قدر تاثیر تھی کہ جس پر نظر ڈالتے وہ گر کر لوٹنے لگتا۔ ہزار سے زائد لوگ آپؒ سے بیعت تھے۔ مگر سلوک کے مدارج کو مزید طے کرنے کی خواہش نے آپؒ کو مسند ارشاد پر بیٹھنے نہ دیا اور اس سے چھڑوا کر دہلی لے گئی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے متوسلین کے حالات سن کر آپؒ ادھر متوجہ ہوئے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی سے رابطہ کیا۔ انؒ کے ایما پر شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت کی اور مقبول بارگاہ بن گئے۔ پھر پندرہ سال تک مسلسل شیخ کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپؒ نے دو نکاح فرمائے تھے۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹا شاہ احمد سعید اور ایک بیٹی مجیدہ تھیں اور دوسری بیوی سے دو بیٹے شاہ عبدالغنی اور شاہ عبدالمغنی تھے۔ آپؒ کے یہ تینوں فرزند نابغہ روزگار تھے۔(3) حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر تقریباً ترپین (۵۳) سال کی عمر میں ریاست ٹونک میں وفات پائی۔ یہ عید الفطر یکم شوال کا دن تھا۔ تقریباً چالیس دن بعد دہلی لا کر شاہ غلام علی دہلویؒ کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔(4)

---

(1)۔ امروہی، نسیم احمد فریدی (مولانا)، قافلۂ اہلِ دل، الفرقان بکڈپو، لکھنؤ، ۱۹۸۹ء، ص ۲۲۴۔

(2)۔ ایضاً، ص ۲۲۶۔

(3)۔ فاروقی، ابوالحسن زید، مقامات خیر، شاہ ابوالخیر اکادمی، دہلی، ۱۴۰۹ھ، ص ۷۸۔

(4)۔ جہلمی، فقیر محمد (مولوی)، حدائق الحنفیہ، مکتبہ ربیعہ، کراچی، س ن، ص ۴۸۹۔

دعوتی خدمات: شاہ غلام علی دہلویؒ کی آخری علالت میں آپؒ لکھنؤ میں تھے۔ شیخ نے خط لکھ کر بلوایا، جانشین بنایا اور اپنی خانقاہ آپؒ کے سپرد کر دی۔ شاہ غلام علیؒ فرمایا کرتے کہ ارادت توان (شاہ ابو سعیدؒ) کی مانند ہونی چاہیے کہ جنھوں نے سینکڑوں مرید چھوڑ کر خود مریدی اختیار کر لی ہے۔ خود شاہ صاحب نے تربیت کے لیے اپنے بہت سے مرید آپ کے حوالے فرمائے جن میں مولانا خالد کردیؒ، سید اسماعیل مدنیؒ جیسے جید علما و مشائخ بھی شامل ہیں۔ انہوں شاہ ابو سعیدؒ سے توجہات حاصل کیں۔(1) شیخ کے وصال کے بعد مسلسل نو سال تک ان کی مسند ارشاد پر بیٹھے۔ یہاں طالبان حق ہندوستان سے لے کر خراسان تک آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ کے خلفا کی تعداد اسی (۸۰) تک بتائی جاتی ہے۔ کئی خلفاء نے قندھار اور غزنی میں بہت شہرت حاصل کی۔(2)

علمی خدمات: آپؒ کی تحریر بہت خوبصورت تھی۔ آپؒ نے ۱۲۴۴ھ میں ۸۸۸ صفحات پر مشتمل قرآن شریف کی کتابت فرمائی یہ نسخہ رباط مظہری مدینہ طیبہ میں موجود تھا۔ سلوک نقشبندیہ کے بیان پر مشتمل آپؒ کی ایک ہی اہم تصنیف ''ہدایۃ الطالبین'' ملتی ہے۔ آپؒ نے ۱۲۳۰ھ میں اسے تالیف فرمایا اور شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے پڑھ کر بہت تعریف فرمائی (جو کتاب کے آخر میں مرقوم ہے) یہ کتاب بہت مقبول اور متداول ہوئی اور طریقہ مجددیہ مظہریہ کا دستور العمل بن گئی۔ اس کے عربی، ترکی اور اردو تراجم چھپ چکے ہیں۔(3)

3 - حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددیؒ

حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی (۱۲۰۱ھ-۱۲۴۹ھ/۱۷۸۶ء-۱۸۳۳ء) بن شاہ شعور احمد سرہندی حضرت امام ربانیؒ کے چھوٹے بیٹے شیخ یحیٰ کی اولاد سے اور شاہ ابو سعیدؒ کے خالا زاد تھے۔ تاریخی نام رحمٰن بخش تھا۔(4) ریاست رام پور کے مصطفیٰ آباد میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری کی تحصیل اپنے ماموں شاہ سراج احمد مجددی رام پوریؒ، مفتی شرف الدین رام پوری اور شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے کی۔ سن شعور میں داخل ہوئے تو وقت کے مشہور ولی اللہ حضرت فیض بخش المعروف حضرت شاہ درگاہیؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ شدید ریاضتوں کے بعد شیخ نے سلسلہ قادریہ کی خلافت عطا فرمائی۔ وہاں مسلسل پندرہ سال شیخ کی خدمت میں رہے۔ ایک عرصہ تک طریقت میں شیخ کی حیثیت سے لوگوں کی راہنمائی کی۔ پھر شاہ ابو سعید کے ساتھ شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے روحانی فیض

---

(1)۔صدیقی، محمد بدر الاسلام،انوار خواجہ شاہ احمد سعید دہلویؒ، خانقاہ سلطانیہ، جہلم، ۱۴۳۲ھ، ص ۶۴۔

(2)۔مدنی، محمد مظہر (شاہ)، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، افضل المطابع، دہلی، ۱۲۸۱ھ، ص ۲۱۴-۲۳۸۔

(3)۔امروہی، قافلۂ اہلِ دل، ص ۲۲۸۔

(4)۔رافت، رؤف احمد، جواہر علویہ، مترجم، نولکشور پرنٹنگ ورکس، لاہور، س ن، ص ۲۷۱۔

حاصل کیا۔ حرمین شریفین تشریف لے گئے مگر راستے میں یمن کے قریب وفات پائی اور" یلملم"میں پہنچ کر تدفین کی گئی۔ آپؒ کے دو صاحبزادے شاہ خطیب احمد اور شاہ حسیب احمد اور دو ہی صاحبزادیاں امتیاز بیگم اور آفتاب بیگم تھیں۔(1)

دعوتی خدمات: شیخ نے آپؒ کو چاروں سلاسل میں اجازت عطا فرما کر پہلے رام پور بھیجا پھر کوٹہ و سرونج روانہ فرمایا۔آخر میں ۱۸۲۳ء کو ریاست بھوپال بھیج دیا جہاں آپؒ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ شہر میں آپ کے علم و بزرگی کا بہت چرچا ہوا۔ حتی کہ والئ بھوپال نواب گوہر بیگم قدسیہ اور دوسرے امرائے وقت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ہر طبقہ کے لوگوں میں عزت و تکریم تھی۔وہاں آپ نے ایک خانقاہ تعمیر کروائی جو ابھی تک دعوت وارشاد میں ایک نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔اس خانقاہ میں آپؒ کی اولاد میں سے صاحب علم و عرفان مصروف کار ہیں۔(2)

علمی وادبی خدمات: تحریر و تالیف اور شاعری کی طرف طبعی رجحان تھا۔شاہ غلام علی دہلویؒ کے ملفوظات اور مکتوبات کے جامع ہیں۔(3)

آپؒ کی ان تصانیف ہی کے ذریعے شاہ غلام علی دہلویؒ کے حالات ومقامات محفوظ ہوئے۔ فقہ و تصوف پر تصانیف کے علاوہ اردو،ہندی اور فارسی اشعار کی وجہ سے بھی شہرت پائی۔شاعری میں آپؒ نے جرأت دہلوی کی شاگردی اختیار کی اور اردو کے مشاہیر شعرأ میں شمار کئے گئے۔ بلا کے پرگو شاعر تھے۔عبدالغفور نساخ اپنی ضخیم تصنیف" سخن شعرأ" میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

" گو جمیع اصناف سخن پر بھی قادر تھے مگر عروض و قوافی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ فارسی میں ایک اور ریختہ (اردو)میں چھ دیوان چھوڑے۔ہر فن میں ان سے ایک یادو رسالے یادگار ہیں۔"(4)

---

(1)۔رضوی، سلیم حامد(ڈاکٹر)،اردوادب کی شاعری میں بھوپال کا حصہ،علوی پریس، بھوپال،۱۹۶۵ء، ص-۱۱۶-۱۱۷۔

(2)۔مجددی، محمد اقبال(م ۲۰۲۲ء)تذکرہ علماؤ مشائخ پاکستان وہند،پروگریسو بکس،لاہور،۲۰۱۳ء، ص۱۰۶۱۔

(3)۔دہلوی، مقامات مظہری، ص۵۵۶۔

(4)۔نساخ،عبدالغفور، سخن شعرا،اترپردیش اکادمی، لکھنوٗ، ۱۹۸۲ء، ص۱۷۸۔

بھوپال میں رہائش کے دوران روحانی معاملات، قلبی راہنمائی کے علاوہ آپ نے ۱۸۲۳ء تا ۱۸۳۳ء صرف نو سال کے عرصے میں درج ذیل علمی وادبی کام کیا۔ان تصانیف میں سے اکثر کے قلمی نسخے بھوپال کی سینٹرل لائبریری میں محفوظ ہیں۔:(1)

تفسیر رؤفی (تفسیر مجددی) اردو میں دو جلد

مثنوی اسرار (بیان وحدۃ الوجود اور ولایت صغریٰ)

مکتوبات شاہ رؤف احمد رافتؒ

دیوانِ رافت (پانچ ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل)

رسالہ مراتب الوصول (شاہ غلام علی دہلویؒ کی مجالس کے مطابق بیان سلوک)

رسالہ مولود شریف (حضور ﷺ کے حالات، ڈیڑھ ہزار اشعار)

دیوان غزلیات

مجموعہ ادعیہ ماثورہ

درالمعارف (ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ)

کلیات رافت (چار ہزار سے زائد اشعار)

مجموعہ مکاتیب شاہ غلام علی دہلویؒ (۱۲۵ مکتوبات)

مثنوی قصہ یہود (ایک ہزار اشعار پر مشتمل)

4 -حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ

ابوالمکارم شاہ احمد سعید (۱۲۱۷ھ-۱۲۷۷ھ/۱۸۰۲ء-۱۸۶۰ء) شاہ ابو سعید کے بڑے صاحبزادے تھے۔یکم ربیع الآخر ۱۲۱۷ھ کو مصطفیٰ آباد ریاست رام پور میں پیدا ہوئے۔سراج الاولیاء آپؒ کا لقب تھا۔(2) والد کے ساتھ ہی حضرت شاہ غلام علیؒ سے دس سال کی عمر میں بیعت کی۔ شاہ صاحب آپؒ پر بہت مہربان تھے اور بیٹے کی طرح سمجھتے تھے۔اکثر فرماتے کہ:

---

(1)۔رافت، رؤف احمد، درالمعارف، مترجم: محمد نذیر، الفتح پبلیکیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۰ء، ص ۶۴۷؛ نساخ، سخن الشعراء، ص ۱۱۸؛ رافت، جواہر علویہ، ص ۲۸۲۔

(2)۔خان، غلام مصطفیٰ (ڈاکٹر)، تحفہ زواریہ، مترجم: محمد ظہیر الدین، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص ۹۔

"میں نے لوگوں سے ایک بچہ طلب کیا مگر کسی نے نہیں دیا ابو سعید نے میری طلب پوری کی اور احمد سعید کو میرے حوالے کر دیا۔"(1)

شاہ احمد سعید نے باقاعدہ تعلیم وتربیت سے قبل دہلی میں قرآن مجید حفظ کیا تھا پھر وقت کے اہم علماء مثلاً مفتی شرف الدین، شاہ سراج احمد مجددیؒ، مولوی فضل امام، مولوی رشید الدینؒ وغیرہ سے کتب معقول ومنقول پڑھیں۔ شاہ غلام علی دہلویؒ سے تصوف کی کتب سبقاً پڑھیں اور ان سے سند حدیث حاصل کی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے بھی سند حدیث حاصل کی، ان کے بھائیوں شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی سے بھی بے حد علمی استفادہ فرمایا۔(2) ۱۲۴۹ھ میں والد گرامی شاہ ابو سعیدؒ نے حج روانگی کے لیے خانقاہ کو آپؒ کے سپرد کیا تھا۔ مگر وہ واپسی پر وصال فرما گئے۔ ان کے بعد شاہ احمد سعیدؒ نے تقریباً پچیس سال دہلی کی خانقاہ میں طالبان حق کو سیراب کیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے لیے بزرگان دین نے جہاد کا فتویٰ جاری کیا تو سب سے پہلے آپؒ نے اس پر دستخط کئے۔(3) اس وجہ سے جب انگریزوں نے مسلمانوں پر زمین تنگ کی تو پھر بھی بڑی استقامت سے چار ماہ تک دہلی میں قیام پذیر رہے۔ پھر استخارہ مسنونہ کے بعد آپؒ نے براستہ ڈیرہ اسماعیل خان حرمین شریفین کی جانب ہجرت کی۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں پہنچ کر وہاں ایک خانقاہ بنائی۔ مکہ معظمہ پہنچ کر حج کی سعادت حاصل کی۔ وہاں کے اکثر علماء ومشائخ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں سے کئی بزرگوں نے سلسلہ مجددیہ میں آپؒ سے بیعت بھی کرلی۔ اس کے بعد بصد شوق مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور بقایا زندگی (تقریباً چار سال) وہیں بسر فرمائی۔ آپؒ کی اولاد میں چار صاحبزادے ۱۔ عبد الرشید (۱۲۳۷ھ-۱۲۸۷ھ)، ۲۔ عبد الحمید (بچپن میں ہی انتقال ہوا) ۳۔ محمد عمر، (۱۲۴۴ھ - ۱۲۹۸ھ) اور ۴۔ محمد مظہر (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۱ھ) اور ایک صاحبزادی روشن آراء (یہ بچپن میں وفات پا گئی تھیں) تھے۔ تقریباً ساٹھ سال عمر پائی۔ اٹھائیس سال مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز رہنے کے بعد بروز پیر ۲۔ ربیع الاول، ۱۲۷۷ھ کو مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ وصیت کے مطابق جنت البقیع میں مزار شریف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جوار میں جانبِ قبلہ تدفین کی گئی۔(4)

دعوتی خدمات: شاہ احمد سعید دہلویؒ نے شاہ غلام علی دہلویؒ کی خوب نیابت کی اور سلسلہ نقشبندیہ کے فیض ونور کو چار دانگِ عالم میں پھیلا دیا۔ ہجرت کے دوران جب ڈیرہ اسماعیل خان میں قیام فرمایا اور خانقاہ شریف موسیٰ زئی بنائی

---

(1)۔ فاروقی، مقامات خیر، ص۹۰۔

(2)۔ خان، تحفہ زواریہ، ص۹۔

(3)۔ قادری، محمد ایوب، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، پاک اکیڈیمی، کراچی، ۱۹۷۶ء، ص۴۰۷-۴۰۸۔

(4)۔ صدیقی، انوار خواجہ، ص۱۱۹-۱۲۰۔

اور اسے اپنے خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری (م ۱۲۸۴ھ) کے سپرد کیا۔(1) ہجرت کے سفر کے دوران لوگوں کی کثیر تعداد نے شاہ احمد سعیدؒ سے فیض حاصل کیا اور سلسلے میں داخل ہوئے قندھار اور غزنی میں آپؒ کے خلفاء نے بہت شہرت حاصل کی۔ غلام مصطفی خان تحفہ زواریہ میں شاہ احمد سعیدؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"۱۲۵۰ھ میں اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد ارادت وارشاد کے سجادہ پر ان کے قائم مقام بنے۔ ہندوخراسان اور بلخ اور بدخشاں سے طالبانِ حق نے آں جناب کی طرف رخ کیا اور فیض پایا۔ جب دہلی میں "رستخیز بے جا "(۱۲۷۴ھ) میں نمودار ہوئی تو آپؒ نے ملکِ ہند سے ہجرت کی اور ملکِ عرب کے طالبوں کو بہت زیادہ فیوضات پہنچائے" (2)

علمی خدمات: شاہ احمد سعید دہلویؒ کئی کتابوں کے منصف تھے۔ ان تصانیف میں چھ رسائل، مجموعہ مکتوبات اور متفرق فتاویٰ جات شامل ہیں مگر ابھی تک ان فتاویٰ کو کسی مجموعہ میں جمع نہیں کیا جاسکا:

1. سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (اردو)
2. الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی)
3. الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ (فارسی)
4. اثبات المولد والقیام (عربی)
5. انہار الاربعہ (فارسی)
6. تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین (فارسی)
7. مکتوبات: آپؒ کے ۱۳۷ مکاتیب کا مجموعہ بھی آپؒ کے خلیفہ خواجہ دوست محمد قندھاریؒ نے مرتب کیا تھا۔ اسے "تحفہ زواریہ در انفاس سعیدیہ" کے نام سے ڈاکٹر غلام مصطفی خان مرحوم نے کراچی سے شائع کیا۔ جبکہ ڈیرہ اسماعیل خان سے مکتبہ سراجیہ نے اس مجموعہ کا مشینی عکس ۲۰۱۸ء میں محمد اقبال مجددی مرحوم کے مفصل مقدمہ کے ساتھ شائع کیا۔ ان مکتوبات کے علاوہ آپؒ کے غیر

(1)۔ اس خانقاہ نے سلسلے کے فروغ میں بہت اہم کردار ادء کیا۔ پاکستان، ہند، خراسان، عربستان اور ترکی کے کئی طالبان حق نے یہاں آکر حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے ہاتھوں سلسلے میں شمولیت اختیار کی اور فیض پایا۔ مجددی، تذکرہ علماؤ مشائخ پاکستان وہند، ۱۰۹۴/۲۔

(2)۔ خان، تحفہ زواریہ، ص۹۔

مطبوعہ مکتوبات بنام مولانا عبدالسلام ہسویؒ (خلیفہ شاہ احمد سعید) کے مجموعے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا ابوالحسن زید فاروقی کے پاس موجود تھے۔(1)

5 - حضرت مولانا ضیاء الدین خالد کردیؒ

حضرت مولانا ضیاء الدین خالد شہرزوری کردی (۱۱۹۰ھ/۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء) سلمانیہ (عراق کردستان) کے قریبی علاقے شہر زور (قرہ باغ) میں پیدا ہوئے۔اس وجہ سے کردی اور شہرزوری بھی کہلائے۔ذوالجناحین لقب تھا۔(2) وہاں تمام مروجہ علوم کی تحصیل کی اور کم عمری میں ہی کمال حاصل کرلیا۔بے مثال حافظہ کے مالک تھے بچپن میں ہی اپنی فہم وفراست سے اساتذہ کرام کو متاثر کیا۔دیگر اساتذہ کرام کے علاوہ علامہ شیخ عبدالکریم برزنجی (م ۱۲۱۳ھ)، ملا صالح، ملا ابراہیم البیادی، سید عبدالرحیم برزنجی، علامہ عبداللہ الخریانی اور ملا عبدالرحمٰن جلی کے نام نمایاں ہیں۔(3) صرف، نحو، فقہ، منطق، عروض مناظرہ بلاغت، بدیع وحکمت علم کلام، اصول اور حساب، ہندسہ، ہیئیت، علم حدیث اور تصوف جیسے علوم میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ مشہور عالم ہوئے، ہر فن میں عجیب ملکہ رکھتے تھے۔حدیث کی پچاس کتب کی سند حاصل تھی۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے صحاح ستہ کی اجازت حاصل کی۔تعلیم سے فراغت پائی تو درس وتدریس کے شعبے کو رونق بخشی۔ہزاروں شاگرد تھے جنہیں آپؒ نے ظاہری و باطنی علوم سے منور فرمایا۔

۱۲۲۰ھ کو شیخ خالدؒ بہت اہتمام اور شوق سے زیارتِ حرمین شریف اور حج بیت اللہ کے لیے نکلے۔دوران سفر شام کے عالم اجل اور محدث کبیر شیخ محمد الکوبریؒ اور شیخ مصطفیٰ کردیؒ سے ملاقاتیں ہوئیں۔سند حدیث اور شیخ مصطفیٰ کردی نے سلسلہ قادریہ میں اجازت سے نوازا۔ طلب شیخ کی آرزو آپؒ کو ہر وقت بے چین رکھتی تھی۔کئی ممالک میں جانے اور بہت سے اکابر علماء وشیوخ سے ملاقات کا موقع ملا مگر تشفی نہ ہوسکی۔اسی دوران جب شاہ غلام علی دہلویؒ کا ذکر سنا تو تقریباً ایک سال میں طویل سفر کرکے ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء میں دہلی پہنچے اور آپؒ سے بیعت کی۔دس ماہ تک یہاں قیام کیا۔اس قیام کی کیفیت پروفیسر عبدالرسول للہی یوں بیان کرتے ہیں:۔

> "(آپؒ نے) آب کشی کی خدمت اپنے ذمہ کرلی تھی۔ حجرہ بند کرکے بیٹھے رہتے اور بلاضرورت باہر نہیں آتے تھے۔شیخ (کامل) صاحب کی مجلس میں سب سے پیچھے گردن جھکائے بیٹھے رہتے"(4)

---

(1)۔قندھاری، حاجی دوست محمد، مکتوبات شاہ احمد سعید دہلویؒ، مکتبہ سراجیہ، ڈیرہ اسماعیل خان، ۲۰۱۸ء، ص ۱۴-۱۶۔

(2)۔خالدی، محمد بن سلیمان، تحفہ نقشبندیہ، مترجم: سلطان احمد افغانی، دارالاخلاص، لاہور، ۱۴۳۳ھ، ص ۱۰-۱۱۔

(3)۔ایضاً۔

(4)۔للہی، عبدالرسول (پروفیسر)، تاریخ مشائخ نقشبندیہ (للہیہ)، زاویہ پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۴۹۲۔

پھر شیخ نے آپؒ کو پانچ سلاسل (نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ، کبرویہ اور چشتیہ) میں مطلق خلافت عطافرمائی اور تبلیغ وارشاد، حدیث، تفسیر، تصوف، اشغال اور اوراد کی اجازت عطافرمائی۔ آپ کو خرقہ اور کلاہ عنایت فرماکر وطن واپسی کی اجازت دی اور اقلیم کردستان کی قطبیت کا اشارہ فرمایا۔ آپؒ وبائے طاعون میں ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء کو شہید ہوئے۔ نماز جنازہ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے پڑھائی۔ (1) حضرت خالد کردیؒ کے بارے میں شاہ غلام علیؒ خواجہ حسن مودودؒ کو لکھتے ہیں:

" مولانا خالد اس ناچیز کا نام سن کر سلمانیہ جو روم سے بیس منازل دور ہے فقیر کے پاس آئے دس ماہ تک ایک خلوت میں بیٹھ کر استفادہ کر کے واپس چلے گئے۔ اپنے ملک بغداد شریف اور ان اطراف میں اللہ تعالٰی کے طالبوں کے پیشواہیں"(2)

دعوتی خدمات: آپؒ کے دعوت وارشاد اور ذات بابرکات کی کوشش و فیض سے بلاد روم، عراق، کردستان، شام اور حجاز مقدس میں یہ سلسلہ عام ہوا اور اس کو یہاں بہت فروغ حاصل ہوا۔ اس بارے میں ملفوظات شاہ غلام علی دہلویؒ میں ہے کہ سید عبداللہ مغربی بغداد میں مولانا خالد سے ملاقات کے بعد شاہ غلام علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولانا خالد کے بارے میں بتایا کہ:

"شہرہ ارشاد و ہدایت مولانادراں دیار اظہار ساخت کہ قریب صد ہزار مردمان حلقۂ ارادت بگردن اخلاص نہادہ اند۔۔۔یکہزار عالم متبحر داخل طریقہ شدہ دست بستہ پیش مولانا ایستادہ اند"(3)

(مولانا خالدؒ کے ارشاد و ہدایت کی شہرت اس ملک میں یوں ظاہر ہوئی ہے کہ تقریباً ایک لاکھ لوگوں نے بیعت کی ہے، ایک ہزار متبحر عالم آپؒ کے طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہاتھ باندھ کر مولانا کے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں)

شاہ غلام علی دہلویؒ مولانا خالدؒ کے بارے فخر سے یوں فرماتے تھے کہ:

"حضرت خواجہ باقی باللہ کی خوش قسمتی کہ انہیں حضرت امام ربانی جیسا خلیفہ ملا اور یہ حضرت امام ربانی کی خوش قسمتی کہ انہیں حضرت آدم بنوری جیسا خلیفہ ملا اور یہ میری خوش بختی ہے کہ مجھے مولانا خالد جیسا خلیفہ ملا"(4)

---

(1)۔ خالدی، تحفہ نقشبندیہ، ص ۱۳۔

(2)۔ دہلوی، غلام علی (شاہ)، مکاتیب شریفہ (حضرت شاہ غلام علی دہلوی)، مکتبہ الحقیقۃ، استنبول، ۱۴۱۲ھ، مکتوب ۷۳۔

(3)۔ رافت، شاہ رؤف احمد، درالمعارف، دارالسیفیقہ، استنبول، ۱۳۹۴ھ، ص ۱۰۸۔

(4)۔ قصوری، ملفوظات شریفہ، ص ۱۶۲۔

شیخ محمد بن سلیمان اپنی تصنیف الحدیقۃ الندیہ میں مولانا خالد کردیؒ کی دعوتی خدمات کے پھیلاؤ کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

"بالجملہ آپؒ سے اکراد، کرکوک، اربل، موصل عمادیہ، جزیرہ، عینتاب، حلب، شام، روم، مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ، بصرہ اور بغداد کے لوگ فیض یاب ہوئے۔"(1)

آپؒ نے اپنی روشن ضمیری سے اس دور میں عرب ممالک میں پھیلتی ہوئی بدعقیدگی کے خلاف بند باندھنے کے لیے خصوصی کوشش کی۔ اس کے لیے آپؒ نے ان علاقوں میں سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر تمام سلاسلِ طریقت کو یکجا کرنا چاہا مگر بدقسمتی سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ آپؒ کو خاطر خواہ کامیابی تو نہ مل سکی مگر ان علاقوں میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ خصوصاً کردستان میں یہ مقبولیت مثالی کہی جاسکتی ہے۔ یہاں آپؒ کے خلیفہ و جانشین شیخ تاج الدین نے آپؒ کے کام کو مزید آگے بڑھایا حتی کہ شمالی عراق (برزان) کے تمام کرد قبائل نے ان کے حلقہ میں شمولیت اختیار کرلی۔ جس کا ایک اہم نتیجہ ان قبائل میں تنظیم سازی اور سیاسی بیداری کا پیدا ہونا تھا۔(2)

علمی خدمات: مولانا خالدؒ بہت عمدہ شاعر تھے۔ عربی، فارسی کے علاوہ کردی زبان میں بھی شعر کہتے تھے۔ ان کے اشعار کو شاہ غلام علی دہلویؒ نے جامی کے کلام سے نسبت دی ہے۔ جبکہ شاہ عبدالغنی نے آپؒ کے حضرات نقشبندیہ کے مدحیہ قصائد کو فردوسی اور فرزدق سے افضل قرار دیا ہے(3) آپؒ کی تصانیف میں درج ذیل کتب شامل ہیں:

1. دیوان (فارسی)
2. شرح مقامات حریری
3. حاشیہ علی جمع الفوائد من الحدیث
4. حاشیہ علی النہایہ فی فقہ شافعی
5. فرائد الفوائد: شرح حدیث جبرئیل
6. منظوم شجرات طریقۂ نقشبندیہ
7. جالیۃ الاکدار
8. سلسلہ طریقہ نقشبندیہ

---

(1)۔ خالدی، تحفہ نقشبندیہ، ص۱۲۷۔

(2)۔ للہی، تاریخ مشائخ نقشبندیہ (للہیہ)، ص۴۹۲۔

(3)۔ قصوری، ملفوظات شریفہ، ص۲۸۔

9. العقد الجوہری فی الفرق بین الماتریدی والاشعری
10. رسالہ اعتقادیہ
11. شرح اطباق الذہب مع ترجمہ لغت فارسیہ
12. رسالہ فی اثبات الرابطہ
13. تعلیقات حاشیہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علی الخیالی
14. رسالہ فی آداب ذکر
15. حاشیہ تتمہ سیالکوٹی لحاشیہ عبدلغفور علی جامی
16. رسالہ فی آداب المریدین (مطبوعہ روس)
17. شرح عقائد العضدیہ
18. مکتوبات
19. رسالہ دیگر (فارسی)(1)

6 - حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ (دائم الحضوریؒ)

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ (۱۲۰۲ھ-۱۲۷۰ھ/۱۷۸۷ء-۱۸۵۴ء) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔دادا حضرت غلام مرتضیٰ قصوریؒ علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے زمانہ تھے۔مولانا قصوری کے والد غلام مصطفی بھی علوم ظاہری و باطنی میں بہر وافر رکھتے تھے۔مولانا قصوری کی عمر ایک سال تھی کہ والد گرامی نے وفات پائی۔چچا مولانا محمد قصوریؒ نے پرورش کی اور سلسلہ قادریہ میں تربیت فرمائی،اپنی اجازت و خلافت سے نوازا اور قائم مقام نامزد کیا۔ان کی وفات کے بعد حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اور ان سے فیض حاصل کیا۔انھوں نے خلافت عطا کی اور پنجاب کا پیر بنادیا۔انہتر (۶۹) سال عمر پائی۔مزار شریف قصور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔آپؒ کی شادی خاندان میں ہی ہوئی۔زوجہ محترمہ کا نام مائی زلیخا تھا۔اولاد میں ایک صاحبزادہ عبدالرسولؒ (۱۲۳۵ھ-۱۲۹۴ھ) اور دو صاحبزادیاں حافظہ بی بی اور پارسا بی بی تھیں۔(2)

مسند رشد وہدایت: یہ وہ دور تھا جب پنجاب میں سیاسی انتشار و افراتفری اپنے عروج پر تھی۔رنجیت سنگھ (۱۷۸۰ء-۱۸۳۹ء) نے قصور کے افغان حکمرانوں کو شکست دے کر یہاں بھی قبضہ کر لیا تھا۔اس کی وفات کے بعد

---

(1)۔ایضاً،ص۲۸-۲۹۔

(2)۔بخاری،خواجہ شبیر احمد،انوار محی الدین،مکتبہ حضوریہ،کمالیہ،س ن،ص۱۴۷۔

سکھا شاہی شروع ہوئی اور سیاسی انتشار بر پا رہا۔ پھر انگریز نے سکھوں کو شکست دے کر (۱۸۴۹ء) پنجاب بھر پر تسلط جما لیا ۔ شاہ غلام علی دہلویؒ کے دور میں سلسلہ نقشبندیہ تمام ہند میں ہی نہیں عالم اسلام تک پھیلا تھا۔ مگر پنجاب میں ابھی تک اس کا کوئی قابل ذکر مرکز قائم نہیں ہو سکا تھا۔ شاہ صاحب نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے خواجہ غلام محی الدینؒ کا انتخاب فرمایا اور انہیں پنجاب کا مرشد و شیخ قرار دے کر واپس قصور روانہ فرمایا۔ خواجہ قصوریؒ شاہ غلام علی دہلویؒ کے بعد تیس سال تک مسند رشد و ہدایت اور تبلیغ و ارشاد پر رونق افروز رہے۔ بڑی ثابت قدمی اور پامردی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے اور تاحیات درس وتدریس، طالبان حق کی راہنمائی و توجہ اور تربیت میں مصروف عمل رہے۔(1)

آپؒ کی وجہ سے موجودہ پاکستان خصوصاً پنجاب میں سلسلہ نقشبندیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آپؒ کے بہت سے جلیل القدر خلفاء اور تلامذہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ بلخ تک موجود تھے۔ آپؒ کے بہت سے خلفاء کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں سے دعوت و تبلیغ کے لحاظ سے مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوریؒ، مولانا غلام نبی للہیؒ، مولانا حافظ غلام مرتضیٰ بیر بلوی، اور حافظ نور الدین چکوڑویؒ بہت معروف و نمایاں ہیں۔ آپؒ اپنے خلفاء اور مریدین کی تسلی اور پاس خاطر کے لیے ہر سال ایک یا کبھی کبھی دو مرتبہ مختلف علاقوں کا سفر فرماتے۔ مثلاً پاک پٹن، لاہور، بھیرہ، نمک میانی، شاہ پور، چوڑ کانہ، ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ غازی خان کا اکثر سفر فرماتے۔ سارا رمضان المبارک موضع مٹھہ ٹوانہ میں گزارا کرتے تھے۔ لاہور تشریف لے جاتے تو وہاں آپ مزنگ کے علاقے میں قیام فرماتے (2) آپؒ کے خلفاء نے کئی علاقوں میں خانقاہیں قائم کیں اور سلسلہ نقشبندیہ کے ذریعے رشد و ہدایت کے اس کام کو جاری و ساری رکھا۔ ان میں للہ شریف ضلع جہلم، ڈیرہ اسماعیل خان، بھیرہ اور نمک میانی، کلر کہار ضلع چکوال کی خانقاہیں اب تک مشہور و معروف ہیں۔(3)

علمی خدمات: خواجہ قصوریؒ کو شعر و ادب سے اچھی دلچسپی تھی۔ بہترین سخن فہم و سخن گو تھے۔ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں محدود شعر گوئی فرمائی۔ ان کا بہترین نمونہ ''تحفہ رسولیہ، عربی خطبات اور دیوان حضوری'' میں ملتا ہے جنہیں اس دور کا علمی و ادبی شاہکار تسلیم کیا گیا۔(4) آپؒ نے کئی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔

1. شرح گلستان سعدی
2. مجموعہ مکتوبات حضرت قصوری بنام یاران خود
3. شرح بوستان (عربی)

---

(1)۔ للہی، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۹۵۔

(2)۔ بخاری، انوار محی الدین، ص ۶۱۔

(3)۔ ایضاً۔

4۔ بخاری، انوار محی الدین، ص ۷۹۔

4. بیاض نظم ونثر
5. تحفہ رسولیہ (مناقب وخصائص ومعجزات نبی ﷺ)
6. شرح درود مستغیثات (پنجابی نظم)
7. زادالحاجدر مسائل حج وزیارت (پنجابی منظوم)
8. خلاصۃ التقریر فی مذمت الغناء والمزامیر
9. رسالہ نظامیہ در بحث وحدۃ الوجود
10. مدح پیر زال (مدح حضور غوث الاعظم)
11. سلالۃ المبرورۃ فی تجویز اسماء المشہورۃ
12. شجرہ ہائے خود طریقہ مجددیہ، قادریہ وچشتیہ (فارسی)
13. دیوان حضوری قصوری (فارسی)
14. حواشی مشکوٰۃ المصابیح
15. اسرار الحقیقۃ
16. تصحیح وتحشیہ تفسیر حسینی (جلد اول)
17. رسالہ علم میراث
18. بیاض (اردو)
19. حلیہ مبارک بنی کریم ﷺ
20. جواز استمداد من اہل القبور
21. خطبات حضوری
22. ملفوظات شریفہ شاہ غلام علی دہلویؒ
23. مکاتیب طیبہ
24. شرح دیباچہ بوستان
25. مکاتیب شریفہ بنام مولانا غلام نبی للہیؒ
26. مکتوبات بنام مولوی محمد صالح کنجاہی
27. مکتوبات بنام مولوی غلام محمد
28. رسالہ دررد فرقہ ضالہ وہابیہ

29. قصیدہ شفاعتیہ

30. رسالہ سلالہ (مولوی خرم کے رد میں عبدالرسول، غلام رسول، عبدالنبی و ناموں کے جواز میں)(1)

7 - حضرت شاہ غلام دستگیر قصوری ہاشمی

ابو عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی قصوریؒ صدیقی النسل ہیں۔ مولانا حسن بخش صدیقی کے ہاں لاہور کے محلہ چلہ بی بیاں، موچی دروازے میں پیدائش ہوئی۔ والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب حضرت ابن عباسؓ سے ملتا ہے۔ اسی وجہ سے ہاشمی بھی کہلاتے ہیں۔ اپنے بڑے بھائی مولانا محمد بخش بلبلؔ (م۱۸۹۶ء) سے قرآن پاک پڑھا۔(2) قصور اپنے ماموں خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم و فیض حاصل کیا۔ خواجہ غلام مرتضیٰ بیر بلویؒ اور خواجہ غلام نبی للہیؒ جیسے جلیل القدر بزرگ آپؒ کے ہم مکتب تھے۔ شیخ خواجہ قصوریؒ سے خلافت و دامادی کا شرف بھی پایا۔ ان کے وصال کے بعد کچھ کتب درسیہ خواجہ ثانی عبدالرسول قصوری سے پڑھیں۔ آپؒ کو حضرت خواجہؒ صاحب نے تدریس حدیث، شرح و تراجم، قرآن مجید کی تفاسیر کی اجازت عطا فرمائی۔ ایک اور اعزاز یہ بخشا کہ شاہ غلام علی دہلویؒ سے عطا فرمودہ کلاہ مبارک بھی سندِ حدیث کی اجازت کے ساتھ نوازی تھی۔(3)

حضرت خواجہؒ صاحب کی وفات کے بعد آپؒ نے قصور میں ہی ان کے عزیز خلیفہ مولانا غلام نبی احمدی للہیؒ سے بھی تجدید بیعت کی اور اسی نسبت سے اپنے نام کے ساتھ احمدی بھی لکھا جیسا کہ ان کی بعض تصانیف میں دیکھا جا سکتا ہے۔ (4) قرآن مجید سے خصوصی شغف تھا۔ ناظرہ پڑھے ہونے کے باوجود آپؒ قرآن مجید یوں پڑھتے جاتے تھے جیسے حفظ کیا ہو۔ خود بھی قرآت و خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرتے اور اچھی طرح قرآن پڑھنے والوں کی بہت قدر فرماتے تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ پایا قرآن خوانی سے پایا۔ آپؒ کی علمی قابلیت زمانہ طالب علمی میں ہی عیاں تھی، استاد و شیخ گرامی نے آپؒ کی ذہانت، قابلت اور محنت کو دیکھتے ہوئے اپنی صاحبزادی حافظہ بی بی سے شادی کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ایک صاحبزادے عبدالرحمٰن اور ایک صاحبزادی ہاجرہ بیگم سے نوزا۔ تبلیغی و دعوتی سرگرمیاں جاری و ساری تھیں کہ

---

(1)۔ قصوری، غلام دستگیر (علامہ)، رسائل محدثِ قصوری، مرتبین: محمد ثاقب رضا و دیگر، اکبر بک سیلرز، لاہور، ۱۴۳۵ھ، ص۴۴؛ للہی، تاریخ، ص۵۱۱۔

(2)۔ محمد بخش بلبلؔ بہت عالم، فاضل، اور شاعر و ادیب تھے۔ مسجد ملا مجید (موچی دروازہ، لاہور) کے مدرس و خطیب تھے۔ مشاہیر علمائے لاہور میں شمار کیے جاتے تھے۔ انہوں نعتوں کا ایک مجموعہ لکھا تھا۔ فاروقی، اقبال احمد، تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص۲۰۳۔

(3)۔ قصوری، غلام دستگیر (علامہ)، ابحاث فرید کوٹ، مطبع محمدی، لاہور، ۱۳۰۲ھ، بحث ۳۸۔

(4)۔ للہی، عبدالرسول (پروفیسر)، مکتوبات اعلیٰ حضرت للہی، زاویہ پبلشرز، لاہور، س ن، ۲۸۲/۱۔

۱۳۱۵ھ /۱۸۹۷ء کو اس دار فانی سے کوچ کیا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپؒ کی تدفین قصور کے بڑے قبرستان میں خواجہ غلام محی الدین قصوری علیہ الرحمہ کے پہلو میں ہوئی۔(1)

دعوتی و علمی خدمات: تعلیم سے فارغ ہو کر آپؒ نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آغاز کار میں ہی قبولیت عامہ سے نوازا۔ ایسی شہرت حاصل ہوئی کی جہاں واعظ کے لیے جاتے کثیر لوگ آپؒ کا نام نامی سن کر جمع ہو جاتے اور فیض حاصل کرتے۔ خود آپؒ کی تصانیف کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ اکثر و بیشتر سفر میں رہتے تھے۔ ان اسفار میں جنوبی پنجاب سے وسطی پنجاب تک کے علاقے خصوصی طور پر شامل ہیں۔ ان کے علاوہ جموں، بریلی اور دہلی تک کے لوگ آپؒ کے وعظ و تبلیغ سے ہدایت حاصل کرتے رہے۔(2) ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں آپؒ نے حج کی سعادت کے لیے سفر کا آغاز کیا۔ اس سفر میں آپؒ نے اپنی فارسی تالیف "تقدیس الوکیل عن توحید الرشید والخلیل " کا عربی ترجمہ کیا تاکہ اس سے علمائے عرب سے تصدیق حاصل کی جا سکے۔ مدینہ طیبہ کے سفر میں آپؒ کے ہم سفر مشہور مؤرخ مفتی غلام سرور لاہوریؒ بسبب وباء ہیضہ وصال پا گئے تو آپؒ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔(3)

آپؒ ہمیشہ اپنے معاصر علمائے کرام سے مربوط رہتے تھے۔ آپؒ کا دور برصغیر میں سیاسی ہی نہیں مذہبی طور پر بھی بے حد فتنہ وانتشار کا دور تھا۔ شیعیت جو صدیوں سے یہاں چلتی آرہی تھی اس کے علاوہ نجدیت، نیچریت، چکڑالویت اور قادیانیت جیسے اعتقادی و فکری فتنے آئے روز جنم لے رہے تھے۔ نت نئی نظریاتی الجھنیں پیدا کی جا رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انگریز حکومت کے زیر سایہ مشنری پادری بھی سادہ لوح لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے میں مصروف تھی۔ اس دور کی تاریخ پر نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ مولانا غلام دستگیرؒ نے سب میدانوں میں حق کے جھنڈے کو بلند رکھا۔ اسلام کی جانب آنے والے ہر فتنے کو بر وقت پرکھا۔ ان کا بھرپور مقابلہ کیا حتیٰ کہ اس راستے میں کسی بھی عزیز، دوست یا رشتہ دار کی رورعایت نہیں رکھی۔ اس کی سب سے بڑی مثال مولوی غلام علی قصوری جو آپؒ کے خاندان سے ہونے کے ساتھ ہم مکتب اور ہم زلف بھی تھے۔ انہوں نے جب وہابیت کو اپنایا اور اہل سنت وجماعت پر اعتراضات شروع کیے تو آپؒ نے اس کا بھرپور رد کیا۔

آپؒ نے سب رشتوں اور اغراض سے بالا ہو کر محض دینی عزت و حمیت کے لیے کام کیا۔ اس سلسلے میں آپؒ نے شہر شہر قصبہ قصبہ جا کر مناظرے کئے، مفسدین کو شکست دینے کے بعد موضوع مناظرہ پر مفصل کتاب تحریر فرماتے

(1)۔ قصوری، رسائل محدثِ قصوری، ۱/۶۵۔

(2)۔ قصوری، رسائل محدثِ قصوری، ۱/۵۵۔

(3)۔ فاروقی، تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، ص۱۹۹۔

اور شائع کر کے مفت بانٹ دیتے۔اس کام کے لیے آپؒ نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔آپؒ نے بدعقیدہ لوگوں کے خلاف رسائل و تصانیف تحریر کیں اور اپنے واعظ و تقاریر کے ذریعے لوگوں کو ان کے بارے میں آگاہ فرما کر شریعت مبارکہ کی اصل تعلیمات کو واضح واجاگر کیا۔آپؒ کا مناظرہ بہاول پور بہت تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔یہ بر صغیر میں پہلا معرکہ تھا جس میں دیو بندی مکتب فکر کے جغادریوں نے آپؒ کے ہاتھوں شکست کھائی اور ریاست بدر کیے گئے۔(1)اب یہ حال ہوا کہ بدعقیدہ لوگ آپؒ سے منہ چھپائے پھرتے۔آپ کی آمد کا سن کر گھبرا جاتے اور کچھ تو علاقہ چھوڑ کر ہی فرار ہو جاتے تھے۔(2)

نوجوانی سے ہی آپؒ تنظیمی سرگرمیوں میں بھی شامل ہو گئے تھے۔چنانچہ انجمن حمایت اسلام (جو کہ بر صغیر کے مسلمانوں میں عصری علوم وفنون کی ترویج واشاعت اور مشنری ریشہ دوانیوں کے سد باب کے لیے قائم کی گئی تھی) نے جب درسی کتب کا سلسلہ اشاعت شروع کیا تو آپؒ کو اس شعبہ تصانیف کا انچارج مقرر کیا۔اس زمانے میں ایک کٹر عیسائی پادری نے "تحریف القرآن" نامی رسالہ لکھ کر مسلمانوں کی بہت دل شکنی کی۔آپؒ نے اس کا فوری اور بھرپور جواب "اقامة البرهان فی رد من قال بتحریف القرآن" کے نام سے رسالہ لکھ کر دیا اور اسی انجمن سے شائع کیا۔اس کے ساتھ آپؒ کا شمار انجمن دار العلوم نعمانیہ (جو کہ اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں قائم کی گئی تھی اور جس نے مسلمانوں کے لیے کثیر علمی خدمات سرانجام دیں) کے بانیوں میں بھی ہوتا ہے۔

آپؒ کو شاعری و تاریخ گوئی سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔آپؒ کی تصانیف کے آخر میں بعض فارسی اور اردو کلام اور تاریخی قطعے نمونے کے طور پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔آپؒ کے خلیفہ و تلمیذ مولانا غلام نبی بخش حلوائیؒ کی منظوم پنجابی تفسیر "تفسیر نبوی" کی کچھ جلدوں کے آخر میں بھی آپؒ کا نعتیہ کلام شامل ہے آپؒ نے مولٰنا جامیؒ کی نعت پر اپنی تظمین بھی لکھی جو آپ کے رسالہ "عروۃ المقدمین" کے آخر میں چھپی ہوئی ہے۔آپؒ کی کئی تصانیف میں علمائے کرام کے وصال کے متعلق آپ کے تاریخی قطعات موجود ہیں جن سے آپؒ کا تاریخ گوئی میں کمال خوب ظاہر ہوتا ہے۔(3)

تصانیف: آپؒ نے مختلف موضوعات پر کثیر تصانیف یادگار چھوڑیں۔افسوس کہ ان کی حفاظت کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہوا۔اس لیے ان کی معین تعداد بتانا ممکن نہیں ہے۔جو کتب یا رسائل معلوم ہیں ان میں سے بھی کچھ نایاب ہو چکے ہیں۔ان بیش قیمت واہم معلوم تصانیف کے نام اور ان کے سن اشاعت درج ذیل ہیں:۔

---

(1)۔فاروقی، تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، ص۲۰۸۔

(2)۔ایضاً، ص۲۰۴۔

(3)۔قصوری، رسائل محدثِ قصوری، ۱/۵۴۔

1. عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان (۱۲۸۵ھ)
2. تحفہ دستگیریہ جواب اثنا عشریہ (۱۲۸۵ھ)
3. تحقیق صلوۃ الجمعہ بجواب تذکرۃ الجمعہ (۱۲۹۰ھ)
4. ہدیۃ الشیعتمین (فارسی، ۱۲۹۰ھ)
5. مخرج عقائد نوری بجواب نغمۂ طنبوری (۱۲۹۴ھ)
6. مناقب چار یار مع حسنینؓ (اردو، ۱۲۹۵ھ)
7. عروۃ المقلدین بالہام القوی المبین (۱۳۰۰ھ)
8. تحقیقات دستگیریہ فی رد الہفوات براہینیہ (۱۳۰۱ھ)
9. جواب تحریف القرآن (۱۳۰۲ھ)
10. ظفر المقلدین بجواب ظفر المبین (۱۳۰۲ھ)
11. رجم الشیاطین بر داغلوطات البراہین (۱۳۰۳ھ)
12. تحقیق تقدیس الوکیل (۱۳۰۴ھ)
13. جواہر مضیہ ردّ نیچریہ (۱۳۰۴ھ)
14. ظہور اللمعہ فی ظہر الجمعہ (۱۳۰۴ھ)
15. نصرۃ الابرار فی جواب الاشتہار (۱۳۰۵ھ)
16. تقدیس الوکیل عن توحید الرشید والخلیل (۱۳۰۶ھ)
17. جواب اشتہار کفریت درود (۱۳۱۳ھ)
18. فتح الرحمانی بہ دفع کید قادیانی (۱۳۱۵ھ)
19. کشف الستور عن طواف القبور (۱۳۲۱ھ)
20. استفتاء متعلقہ مسجد ستیہ والا تحصیل فروزپور
21. تصدیق المرام بتکذیب قادیانی ولیکھ رام
22. جواب اعتراضات بر تحفہ رسولیہ (فارسی نظم)
23. رسالہ رددر براہین قاطعہ

بالادرج رسائل میں سے بیشتر کو " رسائل محدث قصوری" کے عنوان سے جمع کیا گیا ہے۔ محترم ثاقب رضا قادری نے محمد سعید صابر اور محمد افروز قادری کے ساتھ انہیں دو جلدوں پر مشتمل مجموعے میں ۲۰۱۴ء میں شائع کیا۔ ([1])

حرف آخر

حضرت شاہ غلام علی دہلوی، ایک بے مثال اور عظیم شخصیت جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے بے حد ادبار و تنزل کے زمانے میں اپنے سلسلہ طریقت کو نہ صرف احسن طریقے سے چلایا بلکہ اسے بدلتے ہوئے حالات و ماحول کے مطابق ڈھال کر ایسے پھیلایا کہ ہندوستان کے ساتھ ساتھ اسے سارے عالم اسلام میں پہنچا دیا۔اس کے ساتھ آپؒ نے اپنے بعد ایسے نابغہ زورگار عالم و فاضل خلفاء چھوڑے جنہوں نے آپؒ کے اس کام کو بطریق احسن آگے بڑھایا۔ان سب محترم حضرات نے نہ صرف روحانی و قلبی طور پر فیض رسانی فرمائی بلکہ دینی، علمی اور ادبی لحاظ سے بھی بے مثال خدمات سرانجام دیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان عظیم شخصیات کے کردار و اعمال اور ان کی روشن تعلیمات کو سامنے لایا جائے تاکہ آج کے مسلمان کے سامنے موجودہ پیدا شدہ فکری و نظری بدعقیدگی کے طوفان اور بے عملی و بے مقصدیت سے نبرد آزما ہونے کے لیے اس کے سامنے عملی نمونے میسر ہوں ۔جن پر عمل پیرا ہو کر وہ نہ صرف اس دنیا کو بلکہ اپنی آخرت کو بھی سنوار سکے اور اپنی پیدائش کے اصل مقصد یعنی معرفت خداوندی میں کامیابی حاصل کر سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(1)۔ قصوری، غلام دستگیر (علامہ)، تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، نوری بک ڈپو، لاہور، ۱۴۳۳ھ، ص ۵۱-۵۶؛ قصوری، رسائل محدثِ قصوری، ۱/۷۵-۹۸؛ قادری، محمد عبدالحکیم شرف، اکابر اہل سنت پاکستان، شبیر برادرز پبلشرز، لاہور، ۱۴۰۴ھ، ص ۳۰۹۔